''عصر حاضر میں حج و بیداری امتِ اسلامی''

وصی احمد نعمانی

راقم الحروف اپنے اس مقالہ کے عنوان میں استعمال شدہ الفاظ میں سے ا۔''عہد حاضر'' ۲۔''حج'' ۳۔''بیداری امتِ اسلامی'' کا تجزیہ کرے گا۔ قاری حضرات کے ذہن وشعور کو اس بات کی دعوت دینا چاہوں گا کہ عنوان کے مکمّل مواد کو سمجھنے کے لئے حج ، کعبہ اور شہر مکہ ان تینوں کی سائنسی، جغرافیائی ، مذہبی و روحانی حقیقتوں اور سچائیوں کی طرف پوری توجہ مبذول کریں گے۔تو جو بات میں عرض کرنا چاہتا ہوں وہ باتیں دانشورں، مفکروں اور بیدار مغز قاریوں کی خدمت میں پہنچا سکوں گا۔

مقالہ میں جس اہم نتیجہ کے حصول کے لئے ذہن کو آمادہ کرنے کی دعوت دی جا رہی ہے وہ ہے''بیداری'' اور اس بیداری کو پیدا کرنے کی تمنّا کی جا رہی ہے حج کے توسط سے۔حج جڑا ہوا ہے مکہ،کعبہ اور بارگاہ رسالت مآب کے شہر''مدینہ'' کے مرتبہ سے۔اسلئے حج کی مرکزیت میں پنہاں۔ اور مطلوبہ نتیجہ''بیداری'' کو سمجھنے ،جاننے اور حاصل کرنے کے لئے ضروری ہے کہ''مکہ'' اور''وجود کعبہ'' کے مذہبی ، سائنسی ، جغرافیائی، حقائق کو پہلے سمجھنے کی کوشش کریں۔عصر حاضر، سائنس اور ٹیکنالوجی کا زمانہ ہے۔ اس میں''حج'' اور''کعبہ'' کا مرتبہ بھی سائنسی اعتبار سے اور جغرافیہ کی نگاہ سے بے مثال،عظیم المرتبت اور لاثانی ہے۔جدید ترین سائنسی تحقیق نے یہ ثابت کیا ہے کہ کعبہ زمینی۔ مقناطیسی اور برقی طاقتوں کے یکجا ہونے کا مرکز ہے اور پھر یہ یکجا شدہ مقناطیسی۔ برقی کرنٹ یا رو۔ مکہ میں اکٹھا ہونے کے بعد''ریڈی ایٹنگ میگنیٹک کرنٹ'' کی شکل میں خود کو تبدیل کر کے پوری زمین کے جسم میں طاقت پہنچاتی ہے یعنی مکہ کو، زمین پر تمام حصوں ،چھوٹے بڑے شہروں۔ دارالحکومتوں۔ سمندروں،صحراؤں اور پہاڑوں،سب میں اسے رہنمائی یا مرکزیت حاصل ہے کیونکہ سرزمین مکہ پوری دنیا کی سردار ہے۔

دنیا کے تمام صاحبان ایمان کے لئے حج ایک مرکزی عمل کی حیثیت رکھتا جس کو نگاہ میں رکھتے ہوئے ''عصر حاضر میں حج اور بیداری امتِ اسلامی''کو عنوان قرار دیتے ہوئے علماء ودانشور کو

اظہار خیال کی دعوت دی گئی ہے اور مہتمم حضرات کے ذہن میں یہ بات بہت اچھی طرح موجزن ہے کہ ''بیداری امت اسلامی'' وقت کی اہم ترین ضرورت ہے اس بیداری کے لئے بہت بڑی روحانی، آفاقی اور دنیاوی وسائل کی ضرورت ہے یہ سب صرف اس حالت میں ممکن ہے جب ہمارا ذہن کعبہ، مکہ اور مدینہ کی سرزمینوں سے فیض حاصل کرنے کی سکت خود میں پیدا کرے اس لئے کہ عصر حاضر میں بیداری امت اسلامی کے لئے حج ایسا وسیلہ میسر ہے جس سے پوری امت، آفاقی قوت کو حاصل کر کے اپنی حقیقت کو پہچان کر اس نتیجہ پر پہنچ سکتی ہے کہ ہر طاقت اور ہر قوت کا اپنے مرکز پر جمع ہونا اور وہیں سے خود کو چارج کر کے انسانیت کے تمام علاقوں کے لئے بیداری کا جذبہ فراہم کرنا ہوتا ہے۔ حجاج کرام دنیا کے کونے کونے سے اپنے مرکزِ حقیقت یعنی کعبہ، مکہ اور مدینہ میں جمع ہوتے ہیں ان کے دل میں بیداری کا جذبہ ''جگا جگا سا'' ہوتا ہے اسی لئے وہ اپنی ذات کے مرکز میں پہنچتے ہیں۔ ایام حج میں عبادات۔ تسابیح۔ نماز اور اذکار کے ذریعہ اپنے ضمیر کو صیقل کرتے ہیں۔ اور اسی گھر سے جو تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہے خود کو چارج کر کے پوری طرح دنیا کو بیدار کرتے ہیں۔ اور یہ یقین کرتے ہیں کہ اس کی پیدائش ہی اس لئے ہوئی ہے کہ وہ (۱) اپنی ذات میں پوشیدہ بیداری کی برکات سے عالم انسانیت کو مالا مال کرے (۲) حج کے شرف سے مشرف ہوکر حاجی اپنی بیداری کی تعمیر سے جتنا چارج ہوکر دور دراز علاقوں، گاؤں، پگڈنڈیوں، ندیوں، صحراؤں، پہاڑوں ریگستانوں کو عبور کر کے اپنے مرکز پر اکٹھا ہوا تھا وہیں واپس اپنی نئی انرجی کے ساتھ دور دراز علاقہ میں جا پہنچے (۳) اور اس مرکز انسانیت سے جو روحانی، برقی اور آفاقی طاقت کو اپنے اندر سمیٹ چکا ہے اس کو پوری دنیا میں بانٹ کر خدائی پیغام کو زندہ جاوید کرنے میں اپنا فرض نبھائے۔ یعنی جس طرح سائنسی، جغرافیائی اور نظریاتی اعتبار سے طئے شدہ نتیجہ کے مطابق زمین کے اندر ہر لمحہ برقی، مقناطیسی طاقت جنریٹ ہوکر کعبہ میں اکٹھا ہوتی ہے اور وہاں سے پیور، صاف و شفّاف ہوکر ''ریڈی ایٹنگ مگنیٹک کرنٹ'' میں بدل کر اس برقی اور مقناطیسی ''رو'' کو زمین کے جسم کے ہر حصہ میں پہنچاتی ہے اسی طرح زمین کا مرکزی نظام، برقی طاقت اکٹھا کر کے اور پھر اسے صاف کرکے پوری دنیا میں پھیلا کر زمین کی مرکزیت کا اعلان کرتا ہے اسی طرح حجاج کرام مرکز، کعبہ اور مکہ میں اکٹھا ہوکر خدا کی روحانی طاقت سے خود کو چارج کر کے پوری دنیا میں پھیلا کر خدا کے آفاقی پیغام کو پہنچاتے ہیں اس طرح حجّاج کرام خود بیدار ہو جاتے ہیں اور دوسروں کو بیدار کرتے ہیں یہی عصر قدیم میں ہوتا رہا ہے۔ عصر

حاضر میں ہو رہا ہے۔اور مستقبل میں ہوتا رہیگا۔یہی پیغام حج ہے مکّہ ، حج اور کعبہ کو اسلامی، سماجی، ثقافتی اور بین الاقوامی پیمانے کے ساتھ ہی سائنسی اور مذہبی نقطہ نظر سے بھی مرکزیت حاصل ہے۔ سائنس اور جغرافیہ کے ان پہلوؤں کو بھی محترم قاری کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کروں گا۔ کیوں کہ کعبہ،مکہ اور حج کے فیوض و برکات کو سائنسی ،قرآنی اوراحادیث کے اعتبار سے مرکزیت حاصل ہے۔ اور یہ کسی بھی عہد میں چاہے یہ عصر حاضر ہو یا عصر قدیم محدودنہیں رہا۔ ہر دور اورہر وقت میں حج ، ملّہ اور کعبہ کو مرکزیت حاصل رہی ہے۔یہی وجہ ہے کہ جب اتحاد ، امن و بھائی چارہ کے پیش نظر بیداریٔ امّت کا تصور کرتے ہیں تو خود بخود عصرِ قدیم اور عصرِ حاضر۔گذشتہ و موجودہ تمام زمانے شامل ہو جاتے ہیں۔ اس لئے تینوں اہم مقامات کو۔ بیداری امّت کے لئے ہر زمانے اور ہر وقت کے لئے ایک روشن اور تابناک منارہ کا درجہ عطا کر دیا گیا ہے۔ یعنی کعبہ،مکہ اور حج تینوں کو الگ الگ زاویہ سے دیکھے جانے کے باوجود بھی تینوں کا محور اور مرکز ایک ہی ہے یعنی کعبہ:یہی کعبہ پوری زمین کا جغرافیائی اور سائنسی مرکز بھی ہے۔ مذہبی اور اسلامی اعتبار سے بھی یہ مرکز ہے۔اس لئے جس جگہ کو ہر اعتبار سے مرکزیت حاصل ہے۔اس جگہ کا ہر رشتہ۔ اتحاد، یکجہتی اور محبت سب کچھ اسی مرکز کا حصّہ ہے۔ دل میں یہ بات بیٹھ جاتی ہے اور سمجھ میں آجاتی ہے تو پوری دنیا کی امتِ مسلمہ کی بیداری، اتحاد و اتفاق کا پیغام اس حج سے ملتا رہے گا۔عصرِ حاضراور قدیم کی طرح ہی۔

عصر حاضر:۔یہ وہ وقت اور زمانہ ہے جہاں سائنس وٹیکنالوجی کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ کیوں کہ سائنس کوئی بھی بات بہت ٹھوک بجا کرقبول کرتی ہے۔قرآن شریف میں چھ ہزار سے زیادہ آیتیں ہیں۔ان میں سے ایک ہزار سے بارہ سو آیتیں سائنسی اطلاعات دیتی ہیں۔یہ سائنس یا سائنس دانوں کی خوش بختی ہے کہ وہ ان نکات کو پا لیتے ہیں یا اسکی تہ تک پہنچ جاتے ہیں جس کا اشارہ یا ثبوت قرآن اور احادیث میں موجود ہوتا ہے۔آج کا یہ سائنسی دور انسان کی زندگی کے ہر شعبے اور ہرمرحلہ میں اپنا اثر ڈال چکا ہے۔ آنے والے دنوں میں زندگی کا کوئی شعبہ باقی نہیں بچے گا جہاں سائنس وٹیکنالوجی کی زبردست دسترس نہ ہو۔سائنس کی یہ خصوصیت ہے کہ بغیر ثبوت اوردلیل کے کوئی بات نہیں کہتی۔ سچ کو سچ اور جھوٹ کو جھوٹ ثابت کرنے کا نام ہی سائنس ہے۔سائنس عصر حاضر کی تمام چیزوں پرغور وخوض کرتی ہے۔نتائج اخذ کرتی ہے۔ثبوت پیش کرتی ہے اور ببانگِ دہل اپنی بات کو ثابت کرکے زمانے کے سامنے مواد مہیا کرتی ہے آج کا زمانہ تحقیق و ریسرچ کا زمانہ ہے

اور یہی ''عہد حاضر'' ہے۔

اس عصر میں بیدار ہونا لازمی ہے۔ حج بیداری کے مواد فراہم کرتا ہے وہ قوم ،جماعت یا سماج جو سائنس وٹیکنالوجی کے نتائج ،تحقیق اور ریسرچ کی دولت سے اپنے آپ کو مالا مال کرنے کے بجائے خود کو سائنسی تحقیق کے نتائج سے منحرف کرے گا وہ اپنی آنے والی نسل کے ساتھ نا انصافی کا مرتکب ہوگا۔

مسلم قوم جب تک سائنس وٹکنالوجی کو اپنے دامن میں پناہ دیتی رہی ان کا زمانے پر اقتدار و اختیار رہا۔حافظ ، قاری ، مولوی اور مفسّر قرآن لازمی طور پر سائنسداں ہوتے تھے۔ یا پھر سائنسداں لازمی طور پر حامل قرآں ہوا کرتے تھے۔آج بھی عنوان'' عصر حاضر میں حج و بیداری امّتِ اسلامی'' کو اچھی طرح سمجھنے کے لئے اسی سائنسی اقدار کا استعمال کرنا ہوگا اور سائنسی تحقیق و ایجاداد کو ذہن میں بسانا ہوگا۔ اس لئے عہد حاضر کو عہد قدیم سے جوڑ کر سائنس وٹیکنالوجی کی حصولیابی کو اپنے علم کا حصّہ بنایا جانا چاہئے کہ اس کی سائنسی تحقیق شدہ باتیں اگر قرآن وحدیث کے مطابق ہیں تو انہیں ضرور مان لینی چاہئے ۔اسے بنیاد بنا کر اپنے علم و آگہی کے سفر کو جاری رکھنا چاہیئے اسی طرز زندگی کا نام عصر حاضر ہے۔ اس سے نظر چرانا کسی طرح بھی امّتِ مسلمہ کی بیداری کے لئے موزوں نہیں ہے۔

حج:۔ یہ ایک سالانہ ایسا اجتماع ہے جس کا مقصد ہی امت مسلمہ کو ہمیشہ اور ہر لمحہ بیدار کرنا ہے۔ چونکہ اللہ رب العزت نے امتِ مسلمہ کو اس کائنات کی حکمرانی کے لیے پیدا فرمایا ہے اس لئے انہیں ہمیشہ بیدار رہ کر کعبہ ، مکّہ، مدینہ اور اس کے مرکز سے دور نہایت دور رہنے والے انسانوں کو بھی بیدار کئے رہنا ہوگا اسی اہم کام کے لئے حج کا قیام عمل میں آیا جس کا مقصد یہ تھا کہ محلوں کی بیداری ، شہروں کی بیداری ،صوبوں اور ملکوں کی بیداری کے ساتھ بین الاقوامی پیمانے پر بھی بیداری اور یکجہتی کی ضرورت محسوس کی جائے۔ پروان چڑھائی جائے۔ بیداری ہی سے تو انسان کے فروغ اس کی کامیاب زندگی اور آخرت کے لئے کوششیں کی جاسکتی ہیں۔

حج ،عمرہ یا کسی وقت بھی کوئی انسان کعبہ اور مکّہ میں داخل ہوتا ہے۔تو ان سب کا دل ایک ہی طرح سے دھڑکتا اور بے چین ہوتا ہے۔ کعبہ کا غلاف، حرم کی دیواریں ، مکہ کی سڑکیں ، گلیاں ، عمارتیں اور پہاڑیاں سب کے سب وہاں حاضر ہونے والے لوگوں کے دلوں میں ایک ہی طرح کی بےچینی اور بیداری پیدا کرتی ہیں۔کہ(۱) ہماری تخلیق کس لئے کی گئی ہے۔(۲) یہاں سب لوگ اکٹھا

ہو کر بے چین اور لرزہ بر اندام کیوں دکھائی دیتے ہیں۔ (۳) کیوں سب کی آنکھیں ایک جیسی ڈبڈ بائی اور تر ہوتی ہیں (۴) سب کی ہچکیاں بندھ کر کیا کہنا چاہتی ہیں (۵) کیوں حج وکعبہ کا شہر مکہ سب کو اپنی طرف کھینچتا ہے ان تمام سوالوں کا جواب یہ ہے کہ ''خدا نے اس جگہ کو مذہبی اعتبار سے مرکزیت عطا کی ہے۔ جسے سائنسدانوں نے بھی ثابت کیا ہے'' ''مکہ خاص کر کعبہ، پوری دنیا کا جغرافیائی اعتبار سے مرکز ہے''۔ یہ پوری دنیا کو بیدار ہونے کی دعوت دیتا ہے۔

بیداری امّت اسلامی: بیداری کے مرکز مکہ میں پہنچ کر کوئی بھی انسان اکیلا اور تنہا خود اپنے لئے نہیں سوچتا بلکہ ہر فرد واحد، ہر سماج، ہر ملک اور تمام انسانیت کے لئے اپنے خاموش دل میں تیز دھڑکنیں محسوس کرتا ہے۔ خود کو پوری کائنات کے لئے بیدار پاتا ہے۔ اس کی یہ بیداری دنیاوی جاہ و جلال، مملکت وسلطنت اور شان وشوکت کے لئے نہیں ہوتی بلکہ اس کا ضمیر بیدار ہوتا ہے دنیا و آخرت دونوں جگہوں کے لئے وہ صرف امّت مسلمہ کے لئے ہی نہیں بلکہ پوری انسانیت کے لئے فلاح و بہبود، اتحاد و یکجہتی کی بات کو اپنے وجود میں محسوس کرتا ہے۔ کیوں کہ بیداری کا اصل مقصد اللہ وحدہ لا شریک کے حکم اور انکی منشا میں کھو جانا ہے اس لئے ایک دو نہیں بلکہ ہر سال دس سے بیس لاکھ متوالے اس مرکز میں اکٹھا ہو کر خود کو نئے سرے سے بیدار کر کے ایک ہی آفاقی نظام کے تحت تمام انسانوں کی کامیابی کی تمنا لے کر مست و سرشار نظر آتے ہیں۔ ایک مجنو نانہ ''بنا'' سلے سفید لباس میں ایک دوسرے کو دیکھتے تکتے اور نہارتے ہیں۔ ہر ایک کا دل صرف یہ کہتا ہوا نظر آتا ہے کہ آج لاکھوں کی تعداد میں ہم سب بیدار ہیں صرف خدا کے حکم کے سامنے سربسجود ہیں اسی کے دربار سے ہم اپنی اور اپنے خاندان کی، ملک وقوم کی، سماج وسوسائٹی وانسانیت کی بیداری کے متمنی ہیں۔ اور بس!

انسان کے پیدا کئے جانے کا واحد مقصد جو خدا نے طے کیا تھا ہم اسے حاصل کر لیں۔ ہم اللہ اور اس کے محبوب کے چہیتے بن کر دنیا میں زندگی گزاریں اور لاڈلے بن کر اس دنیا سے جائیں۔ تمام انسانیت کے ''مسیحا'' کی امت کی بہبود کے لئے کام کریں۔

شہر مکہ، کعبہ اور مدینہ میں یہی جذبہ، دل و روح، لباس۔ اقوال اور افعال میں موجزن ہوتا ہے اور یہی امّت کی بیداری ہے کہ وہ خود کو پہچانے۔ اسی کی ذات کے لئے اللہ رب العزت نے پوری کائنات کو تسخیر کر دیا اور ملائکہ کو سربسجود ہونے کا حکم دیا۔ تو لازم تھا کہ اس بیداری کے پیش نظر دنیا میں ایسا مرکز بھی عطا کیا جائے جو مذہبی روحانی اعتبار کے ساتھ ساتھ جغرافیائی اور سائنسی اعتبار

سے بھی اسے مرکزیت حاصل ہو۔ کعبہ اور مکہ کو مرکزیت حاصل کرنے کے لئے حضرت ابراہیمؑ و حضرت ہاجرہؑ نے دعائیں کیں تھیں۔ اور انکی یہ دعائیں قبول بھی ہوئیں۔ اسی کے پیشِ نظر حج کا نادر اجتماع بیداری امتِ اسلامی کے لئے ہر سال ہوتا ہے۔

اس سلسلہ میں ہم قرآن کریم کی چند آیات مبارکہ کی طرف قاری کی توجہ مبذول کرانا چاہیں گے کہ کعبہ یا مکہ کو مرکزیت حاصل کرنے کے لئے قرآن اور احادیث میں کیا دلائل موجود ہیں۔ پھر اسکے بعد سائنسی دلائل کے ذریعہ ہم یہ بتانا چاہیں گے کہ کس طرح سائنس نے یہ ثابت کیا ہے کہ کعبہ یا مکہ کو دنیا کے اعتبار سے مرکزی حیثیت حاصل ہے۔ جسکی بنا پر ہر گوشہ سے مسلمانوں کو اس زمین پر حج کے موقعہ پر بلا کر انہیں بیدار کیا جاتا ہے۔ اس مرکزیت کو وہاں حاضری دینے والے حجاج کرام نے محسوس کیا ہے۔ اپنی زندگی میں اتارا ہے اور عملی طور پر اسے محسوس کرنے کے بعد خود کو بدلا ہے ارشاد ربی ہے۔ إِنَّ أَوَّلَ بَيْتٍ وُضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِي بِبَكَّةَ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِينَ ۔ ۱؎

''بے شک سب سے پہلا گھر جو مقرر ہوا لوگوں کے واسطے یہی ہے جو مکہ میں ہے برکت والا ہے اور جہان کے لوگوں کے لئے''

وَإِذْ جَعَلْنَا الْبَيْتَ مَثَابَةً لِلنَّاسِ وَأَمْنًا وَاتَّخِذُوا مِنْ مَقَامِ إِبْرَاهِيمَ مُصَلًّى وَعَهِدْنَا إِلَى إِبْرَاهِيمَ وَإِسْمَاعِيلَ أَنْ طَهِّرَا بَيْتِيَ لِلطَّائِفِينَ وَالْعَاكِفِينَ وَالرُّكَّعِ السُّجُودِ ۲؎ وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ اجْعَلْ هَذَا بَلَدًا آمِنًا وَارْزُقْ أَهْلَهُ مِنَ الثَّمَرَاتِ مَنْ آمَنَ مِنْهُمْ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ قَالَ وَمَنْ كَفَرَ فَأُمَتِّعُهُ قَلِيلًا ثُمَّ أَضْطَرُّهُ إِلَى عَذَابِ النَّارِ وَبِئْسَ الْمَصِيرُ ۳؎ وَإِذْ يَرْفَعُ إِبْرَاهِيمُ الْقَوَاعِدَ مِنَ الْبَيْتِ وَإِسْمَاعِيلُ رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا إِنَّكَ أَنْتَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۔ ۴؎

اور جب مقرر کیا ہم نے خانہ کعبہ کو اجتماع کی جگہ لوگوں کے واسطے اور جگہ امن۔ اور بناؤ ابراہیمؑ کے کھڑے ہونے کی جگہ اور نماز کی جگہ اور حکم کیا ہم نے ابراہیمؑ اور اسماعیلؑ کو کہ پاک رکھو میرے گھر کو واسطے طواف کرنے والوں کے اور اعتکاف کرنے والوں کے اور رکوع وسجود کرنے والوں کے اور جب کہا ابراہیمؑ نے اے میرے رب بنا اس کو شہر امن کا اور روزی دے اس کے رہنے والوں کو میوے جو کوئی ان میں سے ایمان لاوے اللہ پر اور قیامت کے دن پر۔ فرمایا اور جو کفر کریں اس کو نفع پہنچاؤں گا تھوڑے دنوں کے لئے پھر اس کو جبراً بلاؤں گا دوزخ کے عذاب میں اور وہ بری جگہ ہے رہنے کی۔

ہر سال لوگ مجتمع ہوتے ہیں اور وہاں جا کر ارکان حج پورا کرتے ہیں۔

رَبَّنَا إِنِّی أَسْکَنتُ مِنْ ذُرِّیَّتِی بِوَادٍ غَیْرِ ذِی زَرْعٍ عِنْدَ بَیْتِکَ الْمُحَرَّمِ رَبَّنَا لِیُقِیمُوا الصَّلَاةَ فَاجْعَلْ أَفْئِدَةً مِنْ النَّاسِ تَهْوِی إِلَیْهِمْ وَارْزُقْهُمْ مِنْ الثَّمَرَاتِ لَعَلَّهُمْ یَشْكُرُونَ ۔ ۵ ''اے رب میں نے بسایا اپنی اولاد کو میدان میں جہاں کھیت نہیں ہے تیرے محترم گھر کے پاس اے رب ہمارے۔ تاکہ قائم رکھیں اپنی نماز کو۔ سو رکھ بعض لوگوں کو کہ دل مائل ہو ان کی طرف اور روزی دے ان کو میووں سے شاید وہ شکر کریں''۔

اللہ رب العزت نے شہر مکہ، اطراف حرم اور کعبہ کو دنیا کا مرکز بنایا اور حضرت ابراہیمؑ نے دعا کی کہ کعبہ کو پوری دنیا کے اجتماع کی جگہ بنا دے اس شہر کو شہر امن کا مرتبہ حاصل ہو ہر طرح کے پھل اور میوے دستیاب ہوں۔ ان برکتوں کی وجہ سے بھی معجزانہ طور پر پوری دنیا اکٹھا ہو کر خود کو بیدار کرنے کا سرمایہ حاصل کرتی ہے۔ غالباً اسی بڑے اجتماع کی برکت ہے کہ عصر حاضر کے تمام سوالوں کا جواب دیتے ہوئے خدا کا نام ہر لمحہ فضا میں گونجتا رہتا ہے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے شہر مکہ کی مرکزیت کا اعلان کرتے ہوئے یوں فرمایا ہے۔

وَكَذَلِكَ أَوْحَيْنَا إِلَيْكَ قُرْآنًا عَرَبِيًّا لِتُنْذِرَ أُمَّ الْقُرَى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيهِ فَرِيقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيقٌ فِي السَّعِيرِ ۶

''اور اسی طرح اتارا ہم نے تجھ پر قرآن عربی زبان میں کہ تو ڈر سنا دے بڑے گاؤں کو (مکہ) اور اس کے آس پاس کو''۔

اس آیت کریمہ کی روشنی میں ''بڑا گاؤں'' یعنی مکہ کو خدا نے روز اوّل سے ہی مرکز کا درجہ عطا کر دیا ہے۔ اس بڑے گاؤں ''مکہ'' میں پوری دنیا کے مسلمان جو نیم بیداری کی حالت میں آتے ہیں یہاں سے پوری طرح بیدار ہو کر امّت مسلمہ کا سرمایہ بن کر دنیا کے گوشے گوشے میں پہنچتے ہیں اور ''حج'' کے فلسفہ میں پوشیدہ راز کو بتا کر امّت مسلمہ کو بیدار کرتے ہیں یہی سنّت وطریقہ ہے۔ اسی طریقے پر حجۃ الوداع کے خطبہ میں سرکار دوعالم نے پیغام دیا اور وہیں سے ایک لاکھ بیس ہزار کے قریب صحابہ کرام پوری بیداری کے ساتھ ساری دنیا کے کونے کونے میں پہنچ گئے۔ انہیں کی پھیلائی روشنی اور مرکز مقناطیسی، برقی کرنٹ جو حکم الٰہی کا پرتو ہے آج بھی زمین وآسمان میں پھیل رہی ہے عصر قدیم۔ عصر حاضر اور عصر مستقبل، سب کچھ اسی کے نور کا پرتو ہے اور تا قیامت رہے گا۔

ایک دوسری جگہ ارشاد گرامی ہے

وَهٰذَا كِتَابٌ أَنزَلْنَاهُ مُبَارَكٌ مُصَدِّقُ الَّذِي بَيْنَ يَدَيْهِ وَلِتُنذِرَ أُمَّ الْقُرَى وَمَنْ حَوْلَهَا وَالَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ يُؤْمِنُونَ بِهِ وَهُمْ عَلَى صَلَاتِهِمْ يُحَافِظُونَ ۔ ۷

''یعنی یہ ایک کتاب ہے جسے ہم نے نازل کیا ہے بڑی خیرو برکت والی اس چیز کی تصدیق کرتی ہے جو اس سے پہلے آئی تھی اور اس لئے نازل کی گئی تھی کہ اس کے ذریعہ تم بستیوں کے اس مرکز (مکہ) اور اس کے اطرف میں رہنے والوں کو متنبہ کر دو جو آخرت کو مانتے ہیں''

ایک حدیث میں پیغمبر اکرمؐ نے ارشاد فرمایا ہے کہ

'' (اے مکہ) میں جانتا ہوں کہ اللہ کی اس زمین پر جو سب سے پیاری جگہ ہے اور اللہ کی نگاہ میں بے حد محبوب ہے، اگر تیرے پڑوسی مجھے شہر بدر نہیں کرتے تو میں کبھی تجھ سے جدا نہیں ہوتا۔''

ایک دوسری حدیث میں ارشاد فرمایا ہے کہ

'' اے شہر مکہ تو تمام شہروں میں مجھے اس قدر پیارا ہے کہ اگر میرے قبیلہ کے لوگ مجھے شہر بدر نہ کرتے تو میں تمہارے علاوہ کسی اور جگہ نہیں رہتا۔''

یعنی سرورِ کائنات نے مکہ کو پوری دنیا میں سب سے اہم جگہ قرار دیکر اس کی مرکزیت پر مہر تصدیق ثبت کر دیا ہے۔

قرآن کریم کی مذکورہ وبالا آیات اور احادیث کی بنیاد پر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ شہر مکہ کو پوری دنیا میں اللہ تبارک تعالیٰ نے مرکزیت عطا کی ہے۔ انسان جب مرکز سے دور ہوتا ہے تو بے چین ہوتا ہے اور مرکز کے قریب آتا ہے تو زیادہ بے چین ہوتا ہے۔ یہی بے چینی وہاں (مکہ) حاضری دینے والے لوگوں کو اس قدر بیدار کر دیتی ہے کہ ہر انسان وہاں آنے والا مست وسرشار ہوکر پکار اٹھتا ہے۔

''اے اللہ میں حاضر ہوں ساری سلطنت تمہاری ہے تمہارے علاوہ کوئی شہنشاہ وحکمراں نہیں ہے'' یہی بیداری افراد سے مل کر پوری قوم وملک کی بیداری بن جاتی ہے انسان حج کے موقع پر اپنے مذہبی مرکز میں یکجا ہوتا ہے اس لئے ان کے دلوں کی دھڑکن تیز ہو جاتی ہے۔

مکہ کے مرکز ہونے کے سائنسی ثبوت:۔

۱۹۷۷ء میں ایک سائنسی انکشاف نے سائنس کی دنیا میں ہلچل مچا دی اور یہ ثابت ہو گیا کہ شہر مکہ جغرافیائی سائنس کے اعتبار سے دنیا کا مرکز ہے

مصر کے ایک نامور سائنس داں جناب حسین کمال الدین نے ایک واقعہ کا ذکر کیا ہے کہ وہ سائنسداں کی حیثیت سے پوری دنیا کا سفر کرتے رہتے تھے۔ بوقت نماز جہاں مسجد نہیں ہوتی تھی وہاں قبلہ رخ کا تعین کرنا ان کے لئے دشوار گذار ہوتا تھا اس لئے انہوں نے سائنسداں کی حیثیت سے غور کرنا شروع کیا کہ کوئی راستہ نکالا جائے جس سے قبلہ رخ کا تعین آسان ہو سکے اس طرح غیر ممالک میں تعلیم حاصل کرنے والے بے شمار مسلم طلباء کو بھی قبلہ رخ کا تعین کرنے میں آسانی ہوگی۔ اسی کے پیش نظر ڈاکٹر کمال الدین نے کمپاس وکمپیوٹر اور دنیا کے نئے پرانے نقشوں کو یکجا کیا اور علم ریاضی کے مختلف اصولوں کا استعمال کرتے ہوئے پوری دنیا کی زمین والے حصے کو ریاضی کی مدد سے جغرافیائی شکل میں یکجا کر لیا۔ اس یکجا کی ہوئی زمین یا تمام برّ اعظم والے حصے کو جوڑ کر جو موجودہ شکل ابھری اسکے پیش نظر کمپاس کے ایک سرے کو خانہ کعبہ پر لگایا اور دوسرے سرے کو مختلف برّ اعظموں کے چاروں طرف گھمانا شروع کیا انہیں یہ دیکھ کر بے حد حیرت ہوئی کہ طول البلد اور ارض البلد کے حدود کو ملا دینے کے بعد تمام برّ اعظموں کا ہر نقطہ اس کی گولائی میں کعبہ شریف سے برابر کی دوری پر نہایت منظّم انداز میں نظر آیا۔ انہیں احساس ہوا کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کعبہ کو پوری دنیا کا مرکز کیوں مقرّر کیا ہے۔ اس سے انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا کہ ''مکہ'' زمین کا دل ہے اور سائنس نے یہ ثابت کیا ہے کہ ''پوری زمین جتنی برقی لہر پیدا کرتی ہے وہ سب کے سب مکہ کے زیر زمین اکٹھا ہوتی ہے۔''

سائنسدان نے آگے اس بات کا تذکرہ کیا ہے کہ کعبہ میں حاضری دینے والے تمام انسان خانہ کعبہ، مسجد حرام کے ستونوں، ان کے درو دیوار، شہر مکہ اور وہاں کی پہاڑیوں کو دیکھ کر اپنے دلوں میں توبہ وندامت کا احساس کرتے ہیں۔ یعنی وہ اپنے دل میں زبردست کھینچاؤ محسوس کرتے ہیں جو ان کو بیحد مضطرب اور دیوانہ بنا دیتے ہیں یہ سب کچھ غیر دانستہ طور پر ہوتا ہے

مصری سائنسداں ڈاکٹر حسین کمال الدین نے امریکی سائنسداں کی تحقیق اور کاموں کے حوالہ سے یہ لکھا ہے کہ امریکی سائنسداں جو جغرافیہ کا ماہر تھا اور پوری دنیا کا خاکہ تیار کر رہا تھا۔ اس نے پرانی اور نئی دنیا کے خاکے کو یکجا کر کے آپس میں ملایا۔ ریاضی۔ کمپیوٹر۔ اور نقشوں کا استعمال کیا تو

جو کچھ اس نے دیکھا اسے نہایت بے چینی کے عالم میں بغیر کسی مذہبی جذبات سے مغلوب ہوئے یہ اعلان کیا کہ

"So, Makkah – by the ordainment of Allah – is the Heart of the Earth and this is from what science shows in the discovery of the scientists that it is the centre of convergence of Radiating Magnetic Currents which is supported by a wondrous phenomenon noted by the one who visits Makkah to perform the Pilgrimage or the lesser Pilgrimage with a repenting Heart. He feels he is instinctively attracted to every thing in it – its Land, Mountains and every Pillar in it so much so that he would have been able to deliquesce into its entity. Entirely coalesced with his heart. This feeling has persisted since the creation of the Earth."

پوری دنیا کے کرنٹ کے اکٹھا ہونے کا مرکز مکہ ہے پھر وہیں سے کرنٹ کی سپلائی پوری دنیا کو ہوتی ہے۔

مذکورہ بالا سائنسی شہادتوں، قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے خانہ کعبہ اور شہر مکہ کو پوری دنیا کا مرکز بنایا ہے۔ اسی لئے دنیا کے کونے کونے سے لوگ اس آفاقی اور سائنسی مرکز پر اکٹھا ہوتے ہیں وہاں کے مقامات سے بیداری حاصل کر کے پوری دنیا کو امن وسکون کا گہوارہ بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

> ”جس طرح انسان کے پورے جسم کا خون اس کے جسم کے مرکز یعنی دل میں اکٹھا ہوتا ہے اور صاف وشفّاف ہوکر انسان کے پورے جسم کی باریک رگوں اور نسوں کے ذریعہ پھیل کر اسے زندہ، تازہ اور تابندہ رکھتا ہے اسی طرح اللہ کی بنائی ہوئی یہ زمین خود کو، زندہ اور متحرک وفعال رکھنے کے لئے ہر لمحہ اپنے مرکزی عمل کے نتیجہ میں بجلی کا کرنٹ اور مقناطیسی قوت پیدا کرتی رہتی ہے یہ تمام پیدا شدہ بجلی کی رو اور مقناطیسی طاقت مکہ کی سرزمین کے مرکز میں یکجا ہوتی ہے۔ اور صاف وشفّاف ہوکر ”اپنے سینٹر آف کنورجنس آف ریڈی ایٹنگ میگنیٹک کرنٹ“ کے مراحل سے گذر کر واپس پوری دنیا کے کونے کونے۔ گوشے گوشے میں، سمندر، صحرا، پہاڑ، کھیت کھلیان میں باغات، پھل پھول سے ہوکر انہیں زندگی عطا کرتے ہیں۔ جس طرح خدا نے دل کو

مرکز بنایا ہے خون کی سپلائی کے لئے ،اسی طرح مکہ کو بنایا زمین کا مرکز۔ تمام زمینی بجلی اور مقناطیسی قوّت کو دھرتی کی ہر نس میں پھیلا کر اسے تا قیامت زندہ رکھنے کیلئے''۔

خدا نے مکہ کو آفاقی اور روحانی مرکز بنایا ہے اللہ کی وحدانیت کو پوری دنیا اور کائنات میں پھیلانے کے لئے۔ اسی لئے ہر زمانے میں حجاج اپنے دلوں کی ''بیٹریوں'' کو سجا بنا کر صاف کر کے وحدانیت کے جذبہ سے سرشار ہوکر اکٹھا ہوتے ہیں کعبہ میں، حرم میں اور پھر اپنی اپنی آفاقی بیٹریوں کو خدا کے جمال کی بجلی اور مقناطیسی قوت سے پوری طرح چارج کر کے واپس لوٹتے ہیں۔ پوری دنیا میں خدائی پیغام کو پھیلانے کے لئے۔ عجیب وغریب مماثلت پیدا کی ہے اللہ نے۔ مکہ کی سرزمین کو بجلی اور مقناطیسی قوت کا مرکز بنا کر۔ اور پیغام خداوندی کو پھیلانے کیلئے کعبہ کو مرکز بنا کر۔ ایک طرف وہ دنیاوی بجلی پھیلانے کا انتظام کرتا ہے جس سے پوری زمین متحرک اور سرگرداں ہے تمام موجودات کو زندگی دینے کے لئے۔ دوسری طرف کعبہ میں حجاج کرام۔ خدائی فرمان کی طاقت کو اپنے دلوں میں سمیٹ کر ،خود کو بیدار کر کے ، سارے ، زمانے کو بیدار کرنے کیلئے ، اپنے اپنے حلقوں میں واپس چلے جاتے ہیں۔ پھر دوسرا ،تیسرا کھیپ آتا ہے اور قیامت تک بیداری کا یہ نظم حج کے ذریعہ چلتا رہے گا۔ ہر زمانہ بیدار ہوتا رہے گا۔

مذکورہ بالا سائنسی نتائج کو مندرجہ ذیل خانوں میں تقسیم کر سکتے ہیں ۔

۱۔ مکّہ پوری دنیا کا جغرافیائی یا سائنسی مرکز ہے

۲۔ مکّہ کی سرزمین پر قدم رکھتے ہی دل کی دھڑکنیں بڑھ جاتی ہیں

۳۔ وہاں کے در و دیوار۔محراب وستون۔ عمارات وگلیاں۔ پہاڑ اور زمین لوگوں کو بے تاب اور بیچین کر دیتی ہے۔

مذکورہ بالا مدّعوں پر سائنسی اور اسلامی نقطہ نگاہ سے روشنی ڈالنے کی کوشش کی گئی ہے۔ حجاج کرام نے انہیں باتوں کو محسوس کرکے اپنی اپنی تحریروں میں جو کچھ رقم کیا ہے۔ان میں سے چند کے اقتباسات قارئین کرام کی خدمت میں پیش کرنا چاہتاہوں تا کہ وہ اچھی طرح محسوس و یقین کر لیں کہ جو کچھ عصری سائنس وٹیکنالوجی نے ثابت کیا ہے وہ ہو بہو ان حاجیوں کی تحریر سے بھی ثابت ہے۔

الحاج جناب محمد حفیظ اللہ فرماتے ہیں:

''زائر حرم جب سر زمین مقدس میں سفر کرتا ہے تو وہ وہاں کی ہر چیز کو نہایت شوق و تجسس کے ساتھ دیکھتا ہے وہاں کے سماجی، تہذیبی اور ثقافتی منظر نامے پر نگاہ ڈالتا ہے، جغرافیائی خطوط کو دیکھتا ہے، اور سیاسی صورت حال اور اقتصادی حالات پر توجہ کرتا ہے، اور پھر ان سب کو توازن و اعتدال کے ساتھ اپنے حج نامہ میں سمو دیتا ہے اس طرح حج ناموں میں مذکورہ نقوش بھی مناسب طور پر پیوست ہو جاتے ہیں۔''

''اس سفر میں بندہ اپنے رب کے گھر کی عظمت سے بھی آشنا ہوتا ہے وہ اس کی عظمت اور کشش کو محسوس کرتا ہے وہ دیکھتا ہے کہ کس طرح دنیا کے گوشے گوشے سے مختلف رنگ ونسل اور زبان کے بولنے والے کلمہ گو وہاں ایک سیاہ مخملی غلاف والے چوکور گھر کے گرد جمع ہیں، اور اپنی عقیدت اور عبودیت کا والہانہ اظہار کر رہے ہیں اس کا یہ مشاہدہ اس کے قلب و ذہن میں پہلے سے موجود بیت اللہ اور ربّ البیت کی عظمت کو مضاعف کر دیتا ہے''

''روضہ مبارک کے دیکھنے سے ہر شخص کو یقینی معلوم ہوتا ہے کہ ہم نے آں حضرت کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لیا۔ جس کو ذرا بھی اللہ تعالیٰ و رسول اللہ ﷺ سے محبّت ہوتی ہے اس پر وہاں عجیب کیفیت طاری ہوتی ہے۔''

الحاج جناب عبد الرّؤف نے اپنے دلی جذبات کا اظہار کرتے ہوئے کعبہ میں برقی اور مقناطیسی قوّت کی موجودگی کا ذکر کیا ہے

''خانہ کعبہ کے سامنے بیٹھ کر مصروف تلاوت ہو جاتا ہے۔ اس کیفیت میں مجھے یوں محسوس ہوتا جیسے کوئی لطیف برقی لہریں میرے جسم و روح میں غیر معمولی ارتعاش پیدا کر رہی ہوں اور مجھے قرآنی آیات کے نئے مطالب سے محظوظ کر رہی ہوں۔ مصنف کے سامنے بیٹھ کر اس لاثانی تخلیق کا مطالعہ اس قدر پر لطف تھا کہ اسے روایتی زبان میں بیان کرنا محال ہے۔''

بقول جناب حاجی حافظ لدھیانوی۔

''اس میں نہ جانے کون سی مقناطیسی کشش ہے کہ سیاہ پردے میں ملبوس پتھروں کی یہ مربع عمارت لاکھوں انسانوں کی نگاہوں کا مرکز بنی رہتی ہے۔ اردگرد کی عالی شان عمارت کا خیال نہیں رہتا۔ یوں معلوم ہوتا ہے کہ کائنات کا سارا جمال ،تمام رعنائی و زیبائی، خانہ کعبہ کا جزو بن گئی ہے۔ تمام عالم کو اسی مرکز سے نور ونکہت ، جمال و رعنائی ، دل کشی و زیبائی ، رنگ وحسن کی خیرات ملتی ہے۔یہیں سے نور کی کرنیں چار دانگ ِعالم میں پھیلتی اور زمانے کو منور کرتی ہیں۔آنکھوں کا نور دل کا سرور یہی ہے، اک عمر کی تمناؤں اور آرزوؤں کا حاصل بس کعبۃ اللہ کی زیارت ہے۔ زندگی بھر اس کے تصور کو سامنے رکھ کر خدا کے حضور سجدہ ریز ہوئے، اب اس کی زیارت سے آنکھوں کی تشنگی اور روح کی پیاس بجھائی''۔

اسی طرح حضرت مولانا مسعودی کا فرمانا ہے۔

''ہماری نگاہیں شہر کی عمارتوں پر تھیں مگر دل جذبات شوق سے معمور، ایک ایک پتّھر اور ایک ایک اینٹ کو شوق اور تجسس کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا''

حضرت مولانا ابوالحسن علی میاں ندوی اس طرح رقم طراز ہیں۔

''لیکن عشّاق کا مجمع سر جھکائے نظر بچائے اپنی دھن میں چلا جارہا ہے ،عشق کی پوری تصویر، دنیا میں مومن کے رہنے کی مکمّل تفسیر، خلوت انجمن کا پورا منظر، دنیا کے بازار میں چلتی پھرتی مسجدیں اور گونجتی ہوئی اذانیں۔ سعی کیا ہے ؟ مومن کی پوری زندگی۔ بھرے بازار پھولوں سے لدے گلزار میں رہنا اور دل نہ لگانا ،مقصد کو پیش نظر رکھنا ، مبداء ومنتہٰی کو نہ بھولنا ، اپنے کام سے کام رکھنا ، صفا سے چل کر نہ مروہ کو فراموش کرنا ، نہ مروہ سے چل کر صفا کو بھول جانا ، کہیں نہ اٹکنا ، کہیں نہ الجھنا، پیہم گردش ، مسلسل عمل...''

میرے خیال میں یہی بیداریِ امّتِ اسلامی ہے جو سفرِ حج میں موجزن ہے۔ مولانا نے

آگے تحریر فرمایا ہے

''جدّہ آیا اور گذر گیا، اب شہنشاہ ذو الجلال کا شہر اور اس کا گھر قریب ہے۔ باادب ہوشیار! مدینہ! اگر مرکز جمال تھا تو یہ مرکز جلال ہے، مدینہ کے در و دیوار سے اگر محبوبیت ٹپکتی ہے تو یہاں کے در و دیوار سے عاشقی نمایاں ہے، یہاں عاشقانہ آنے کی ضرورت ہے۔ برہنہ سر، کفن بردوش، پریشان حال، یہی یہاں کے آداب میں سے ہے۔ نظر اٹھایئے مکّہ سامنے نظر آرہا ہے''

یہ سرزمین عاشقوں سے ہر لمحہ بھری پٹی رہتی ہے۔ ایک لمحہ بھی یہ علاقے خالی نہیں ہوتے ہیں۔ حالانکہ

''محی الدّین ابن عربی کے متعلق بیان کیا جاتا ہے کہ وہ دس سال حرم پاک میں اس انتظار میں رہے کہ انہیں تنہا طواف کا موقع مل جائے۔ دس سال میں صرف ایک مرتبہ ایسا موقع ملا، اور جس حد تک طواف کا تعلّق ہے، ظاہر ہے کہ حرم پاک کو شیخ محی الدّین کے طوافِ تنہائی میں بھی خالی نہیں کہا جا سکتا ہے۔ یہ ہے حرم پاک کی عظمت، یہ ہے حرم پاک کا مقامِ تکریم و تعظیم......''

حضرت مولانا غلام رسول مہر نے ۱۹۳۰ میں اپنے حج کے تاثر کا ذکر یوں فرمایا ہے۔

''یہ ہے مرکزیت۔ اسے کہتے ہیں امّت کو ایک مقام سے وابستہ کرنا۔ دنیا کا کون سا مذہب ہے جس نے اپنے پیروؤں کے دل میں مرکز کے ساتھ عقیدت، شیفتگی اور عشق کے ایسے گہرے، عمیق اور کبھی افسردہ نہ ہونے والے جذبات پیدا کیے اور دنیا کا کون سا مقام ہے جس نے گذشتہ ساڑھے تیرہ سو سال کی مدّت میں اتنے بندگانِ خدا کو اپنی طرف کھینچا۔ حجاز ریویرا نہیں، کشمیر نہیں، لوزان جیسی عالمی شہرت یافتہ سیاحت گاہ نہیں کہ لوگ سیر و تفریح کے لئے خود بخود کھنچے چلے آئیں، بلکہ مکہ کا سفر تو ہر اعتبار سے تکالیف و مصائب کا مرقع پیش کرتا ہے۔ گرمی بے پناہ، تمازتِ

آفتاب جسم سوز، پانی کم یاب، سبزی و روئیدگی ناپید، درخت مفقود، جسمانی آسائش و راحت کے سامان بے حد قلیل، لیکن اسلام کے حلقہ بگوش اپنی راحت و آسائش کی زندگیاں چھوڑ کر جماعتوں اور قافلوں کی شکل میں ادھر جا رہے ہیں۔ ہر سمت سے ہر ملک سے جا رہے ہیں۔ مسلمان آج وہ نہیں رہے جو تیرہ سو سال پہلے تھے لیکن حرمین شریفین کے ساتھ ان کا عشق اب تک شباب پر ہے، اور انشاء اللہ تا قیامِ قیامت شباب پر رہے گا۔ ان حقائق کو سامنے رکھ کر اس ذاتِ بابرکات کے علو منزلت کا اندازہ کیجئے جو کائنات کے فرزندان توحید کو ''وادی غیر ذی زرع'' کے ساتھ اس طرح دائماً وابستہ کر دینے کا موجب بنی''

جناب حاجی شیخ عبد السلام الدرعی کا بیان ہے:

'' شامیوں کا ایک قافلہ پہلے سے خیمہ زن تھا، ایک دوسرے سے ملے، زبانوں سے پہلے آنکھوں نے ایک دوسرے کو مرحبا کہا، سینوں سے پہلے دلوں نے معانقہ کیا، اور کیوں نہ ہو ہم سب ایک ہی شمع کے پروانے تھے، سب کی منزل ایک، قبلۂ دیدہ و دل ایک، اور اسی جگہ پر ہم سب اکٹھا ہو گئے تھے جہاں نزول رحمت پروردگار سے مٹی آج بھی نرم ہے.....''

حضرت مولانا مسعود ندوی کی زبانی مرکز بیداری کی کیفیت ملاحظہ فرمائیں۔

''ہر طرف احرام کا لباس، امیر و غریب، مصری و ہندی کی تمیز تقریباً معدوم تھی۔ چہرے بشرے سے قومیت اور حیثیت کا کچھ نہ کچھ اندازہ ضرور ہو جاتا ہے، مگر سفید کفنیوں میں دنیا کے ہر خطے کے انسانوں کا ایک جگہ، ایک اللہ کے دربار میں صف بستہ ہونا، معنوی اور روحانی تاثیر رکھتا ہے۔ پراگندگی اور الجھاؤ پر تو اس زلف کا یہ عالم ہے۔ کہیں نیاز اور سلجھاؤ ہو جائے، تو اللہ جانے، تاثیر و کشش کا کیا عالم ہو؟''

دوسری جگہ: مولانا مسعود عالم ندوی نے حج کا نقشہ کچھ اس طرح کھینچا ہے۔

''وہ دیکھو! ایک سیاہ فام سوڈانی تلاوت میں مصروف ہے۔ دوسری

طرف سرخ وتنومند ترک وقار و ادب کے ساتھ کعبہ کی طرف نظریں جمائے بیٹھے ہیں۔ ایک جانب سے مصری فلاحوں کا ریلا آرہا ہے۔ادھر بنگال کے دبلے پتلے لیکن سادہ دل مسلمان اپنے لئے جگہیں بنارہے ہیں۔ دنیا والے بڑی بڑی کوششوں سے کانفرنسیں منعقد کرتے ہیں۔ بے پناہ پروپگنڈے کے باوجود کبھی ترکی کا نمائندہ نہیں آتا ، اور کبھی عراق کا، لیکن اس ابراہیمی کانفرنس میں اسی پرانے بلا وے پر دور اور نزدیک سے امیر وغریب ، سیاسی اور ماہر تعلیم ، تاجر اور مزدور سب کے سب کھنچے ہوئے چلے آرہے ہیں، لیکن اس اجتماع سے فائدہ اٹھانے والے کہاں ، ہماری تمام عبادتیں ظاہری رسوم کا مجموعہ ہوکر رہ گئیں ہیں۔ حج بھی اس سے مستثنیٰ نہیں۔''

حضرت مولانا ابوالحسن ندوی دوسری جگہ اپنی تحریر میں ارشاد فرماتے ہیں۔

''مدینہ دعوت اسلامی کا معدن ہے ، اس دعوت کو اس معدن سے اخذ کیجئے اور اپنے ملک کے لئے یہ سوغات لیکر آیئے۔ کھجوریں ، گلاب و پودینہ ، خاک شفا ، محبت کی نگاہ میں سب کچھ ہیں مگر اس سرزمین کا اصلی تحفہ اور یہاں کی سب سے بڑی سوغات دعوت اور اسلام کے لئے جدوجہد اور جان دے دینے کا عزم ہے۔ مدینہ ، مسجدِ نبویؐ کے چپہ چپہ ، بقیع شریف کے ذرّہ ذرّہ ، احد کی ہر ہر کنکری سے یہی پیغام حاصل ہوتا ہے، مدینہ آکر کوئی یہ کیسے بھول سکتا ہے کہ اس شہر کی بنیاد ہی دعوت و جہاد پر پڑی تھی ، یہاں وہی لوگ مکّہ سے آکر آباد ہوئے تھے جن کے لئے مکہ میں سب کچھ تھا مگر دعوت و جہاد کے مواقع نہ تھے''

مشہور خاکہ نگار الحاج محمد ذاکر علی خاں نے نہایت بے باکانہ انداز میں لکھا ہے۔

'' خدا آباد رکھے ، کیا بات ہے اپنے ''میاں'' کی ''اٹریا'' کی۔ ''میاں'' اونچے ''میاں'' کی ''اٹریا'' اونچی اور اونچی بھی کتنی کہ کوہ پیما تو کوہ پیما فلک پیما بھی اس کی بلندیوں کو ناپنے سے قاصر اور قمر نورداس کی چوٹی کو سر کرنے سے معذور ہیں۔ جلال ایسا کہ عام انسان کجا خود ''میاں''

اپنے چہیتے قدم رکھتے ہی مارے خوف کے رو دیا کرتے اور ماتھے رگڑتے رگڑتے زمین گھس ڈالتے ....جمال ایسا کہ دنیا کے گوشے گوشے میں بن دیکھے کروڑوں دیوانے صبح و شام اس کے تصوّر میں ہی کبھی ہاتھ باندھ کر کھڑے ہوتے ہیں ،کبھی جھک جاتے ہیں ،کبھی زمین پر ماتھا رکھ کر اپنے مالک کی عظمت و بزرگی کا اعتراف کرتے ہیں...کشش جمال اس درجہ کہ شب و روز پہروں تکا کرتے ہیں ٹکٹکی باندھ کر، کنکھیوں سے ، پلکوں کی آبی چلمن سے حتی کی نماز میں بھی چوری چوری نظریں ڈال لیتے ہیں.... تصرف ایسا کہ اچھے بھلے ہوش مند داخل ہوتے ہی حواس باختہ نظر آتے ہیں اور دیوانہ وار ’’اٹریا‘‘ کے آنگن میں دنیا و مافیہا سے بے خبر شیر خوار بچوں سے لے کر بے دانتے بوڑھوں تک اور مسٹنڈوں سے لے کر لولے لنگڑوں تک ’’ میاں‘‘ کی ملہار گاتے بار بار چکر لگاتے ہیں ،کوئی غلاف پر اس طرح نظریں گاڑے گم سم ہوتا ہے جیسے آنکھوں میں کاجل بھر رہا ہو، کوئی دامن کعبہ کو اس طرح لپٹتا ہے جیسے معصوم بچّے اپنے ماں باپ کا کُرتا تھام کر سب کچھ منوا لیتے ہیں‘‘۔

’’میاں‘ تمہاری ’اٹریا‘ تو ’اٹریا‘ ہے مگر اس کُیّا کا بھی جواب نہیں۔ ہزار سال سے لا تعداد پیاسے سیراب ہو رہے ہیں ، ساری عمر کی تشنگیاں دور ہو رہی ہیں روحانی بیماریوں سے ہی نہیں جسمانی کلفتوں سے بھی نجات حاصل کر رہے ہیں ، خود پی کر تھک جاتے ہیں تو کنستر اور ڈرم بھرنا شروع کر دیتے ہیں اور جب اس سے فراغت پاتے ہیں تو کفن بھگونے لگتے ہیں ،لیکن اس لوٹ بلا اجازت کے باوجود پانی جوں کا توں جاری ہے۔یہی نہیں اس کا مزہ بھی برقرار ہے اور تاثیر بھی قائم ہے۔ اگر بھوک میں پی لو تو پیٹ بھر جاتا ہے، بیماری کا نام لے لو تو وہ رفو چکر، پھر خوب پی کر رزق کی دعائیں کرو اور چاق و چوبند ہوکر رحمت بٹورنے میں لگ جاؤ۔ صفا و مروہ کے درمیان دوڑیں لگاؤ۔اس کی بڑائی کے نغمے گنگناؤ، کسی کی نہ سنو اپنی سناؤ‘‘

خلاصہ

قرآن و حدیث کی روشنی میں اور سائنسی تحقیقات کی بنیاد پر یہ ثابت ہے کہ کعبہ، مکہ کو پوری دنیا کی مرکزیت حاصل ہے۔ وہاں پہنچنے والا ہر انسان خود کو بے چین اور بے قرار پاتا ہے۔ وہاں کی گلیاں، پہاڑ، سڑکیں، عمارتیں اور مکہ کا پورا وجود دل میں ایک برقی و مقناطیسی لہر پیدا کرکے زائرین کو یقین دلا دیتا ہے کہ یہی وہ مقام ہے جہاں ہر سال لاکھوں کی تعداد میں حجّاج حاضر ہو کر جلالِ خدا وندی سے خود کو ''چارج'' کرتے ہیں، بیدار کرتے ہیں۔ اور پوری دنیا میں پھیل کر اللہ کی وحدانیت اور رسالت مآب کے پیغام کو ہر گوشہ میں پھیلاتے ہیں یہی سلسلہ قیامت تک جاری رہیگا۔ پوری زمین کی برقی و مقناطیسی رو یکجا ہو کر۔ صاف وشفّاف بن کر واپس اس ''دھرتی'' کی نس نس میں دوڑ کر اسے زندگی عطا کرتی رہے گی جس طرح کہ اللہ کا پیغام اس مرکز سے روح وجان کی طرح نشر ہو کر ساری کائنات کو وحدانیت کے ایک ہی دھاگہ میں موتی کی طرح پرو کر انسان کو بیدار کرتا رہتا ہے۔ یہی حج کا مقصد ہے۔ یہی کعبہ و مکہ کی مرکزیت کا راز ہے۔ یہی امّتِ مسلمہ کی بیداری ہے۔ انہیں پیغام کو عملی شکل دینے اور امّتِ مسلمہ کو بیدار، مضبوط اور مستحکم کرنے، پوری دنیا کو امن وسکون کا گہوارہ بنا کر۔ خدائی آفاقی نظام کا بول بالا قائم کرنے کا خواب دیکھا تھا۔ امامِ انقلابِ اسلامی جمہوریِ ایران حضرت آیت اللہ خمینیؒ نے۔خداوند عالم ان کے خواب کو پورا کرتے ہوئے امت اسلامیہ عالم کو مثالی اسلامی بیداری ہے مالامال اور انکی قبر کو نور سے بھر دے۔آمین!

آیئے ہم سب ملکر اسلامی خواب کی تعبیر بنیں۔

حوالہ جات:

۱۔سورۂ آل عمران، آیت ۹۶

۲۔سورۂ بقرہ، آیت ۱۲۵

۳۔سورۂ بقرہ، آیت ۱۲۶

۴۔سورہ بقرہ، آیت ۱۲۷

۵۔سورۂ ابراہیم، آیت ۳۷

۶۔سورۂ شوریٰ، آیت ۷

۷۔سورۂ انعام، آیت ۷